جہاد اور قرآن

حجت الاسلام سید عابد حسین رضوی کراروی
احمد آباد

سب سے پہلے یہ سمجھنا چاہئے کہ افراد سے مذہب نہیں سمجھا جاتا ہے بلکہ مذہب سے افراد سمجھے جاتے ہیں یعنی افراد مذہب کو دیکھ کر یہ نہیں سمجھا جاسکتا ہے کہ کسی مذہب کا اصول بھی یہی ہوگا بلکہ کسی بھی مذہب کے عقائد واصول کو سمجھنے کے بعد یہ دیکھا جائے گا کہ افراد کا کردار وعمل ان مذہبی اصول وعقائد کے مطابق ہے یا نہیں۔ کسوٹی اور معیار مذہب اور مذہبی اصول ہوا کرتے ہیں افراد نہیں۔

قرآن مجید خداوند متعال کا کلام ہے اور جملہ مسلمانان عالم قرآن کے پابند ہیں لہٰذا قرآن مجید میں ترمیم وتنسیخ کا حق کسی بھی مسلمان کو حاصل نہیں ہے۔ ترمیم کا مطالبہ صاحب کلام سے کیا جاسکتا ہے نہ کہ مخاطبین سے مثلاً کسی بھی شاعر کے شعر کی اصلاح سامعین نہیں کرسکتے بلکہ شاعر ہی سے یہ مطالبہ کیا جائے گا کہ آپ کے شعر میں یہ خامی میری سمجھ میں آئی ہے لہٰذا آپ اصلاح کیجئے شاعر کہہ سکتا ہے میرے شعر کا مفہوم جو آپ نے سمجھا ہے وہ نہیں ہے اور وہ اپنا مفہوم سمجھا سکتا ہے۔

تاریخ کا مشہور واقعہ ہے کہ اسحٰق کندی نے قرآن میں تضاد ثابت کرنے کے لئے ایک کتاب مرتب کی چنانچہ اسی کے شاگرد نے امام حسن عسکریؑ سے استفادہ کرتے ہوئے ایک دن اپنے استاد اسحٰق کندی سے یہ سوال کیا کہ آپ نے قرآن میں تضاد کے عنوان سے جو رسالہ مرتب کیا ہے اگر صاحب کلام خدا یہ فرمائے کہ جو مفہوم آپ نے سمجھا ہے وہ میرا مقصد نہیں ہے تو آپ کیا جواب دیں گے۔ اسحٰق کندی جو ایک دانشور تھا اس نے اس حقیقت کو سمجھ لیا اور شاگرد سے سوال کیا کہ یہ بات تم نے کہاں سے حاصل کی ہے ایسی منطقی بات تمہاری صلاحیت

سے بعید ہے۔تو شاگرد نے بتایا کہ میں نے یہ سوال امام حسن عسکریؑ سے سیکھا ہے۔ یہ سن کر اسنے اپنی کتاب نذر آتش کردی اور اقرار کیا کہ میں نے جو کتاب لکھی تھی سراسر غلط تھی۔

اس واقعہ سے صاف ظاہر ہوگیا کہ قرآن مجید کا اصلی مفہوم سمجھنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا کہ **ومایعلم تاویله الاالله والراسخون فی العلم** ۔قرآن مجید کا اصل مفہوم یا خود صاحب کلام خدا جانتا ہے یا وہ لوگ جو علم قرآن کے کماحقہ مطالب کو جاننے اور سمجھتے ہیں۔مختصر سی تمہید کے بعد ہم جہاد اور قرآن مجید کو انھیں لوگوں سے سمجھنے کی کوشش کریں گے جن کو جہاد اور قرآن کی حقیقت کا کماحقہ ادراک حاصل ہے۔

جہاد: عربی زبان میں جَھَدَ سے مشتق ہے جس کے معنی کوشش اور سعی پیہم کے ہیں اور مذہب اسلام میں جہاد کے اصطلاحی معنی ہیں کسی بھی معصوم کے حکم سے فتنہ وفساد کو ختم کرنے کے لئے جنگ کرنے میں کوشش کرنا تاکہ دنیا میں امن وامان قائم ہو اور فتنہ وفساد ظلم وتعدی سے دینا خالی ہوجائے جیو اور جینے دو کے اصول کو سارا عالم اپنائے۔

جہاد کی اصل امر بالمعروف یعنی نیکیوں کا حکم کرنا اور نہی عن المنکر یعنی برائیوں سے روکنا ہے۔ جس کے لئے شرائط ہیں حکم دینے والا معروف ومنکرات کا اچھی طرح جاننے والا ہو۔ یہ بھی اعتماد رکھتا ہو کہ جسے نیک باتیں بتائیں گے اور برائی سے منع کریں گے اس پر میری باتوں کا اثر ہوگا یا نہیں۔

پھر جہاد کے مراتب ہیں پہلے اسے مناسب الفاظ اور محبت وہمدردی کے جذبہ کے ساتھ نرمی نیکی یا برائی کو سمجھائے نیز نیکی اور بدی کے فلسفہ سے آگاہ کرے کہ نیکی کرنے والا دنیا میں بھی معزز ہوتا ہے اور آخرت میں اس کا بہترین بدلہ ملے گا۔اگر سننے والا نرم وشیریں لہجہ کے بعد بھی تسلیم نہ کرے اور ہٹ دھرمی اور ضد پر قائم رہے تو پھر تند لہجہ اختیار کرے اس پر بھی نہ مانیں تو تادیب کے ایسے حربہ کا استعمال کرے کہ وہ نیکی کو نیکی مان لے اور برائی کی برائی کو سمجھ لے۔تادیب میں علم نفسیات کا سہارا لے کہ مخاطب کے نفسیات کیا ہیں بعض افراد

نرمی اور محبت سے مان جاتے ہیں۔ بعض افراد گرم وتند لہجہ سے مانتے ہیں بعض افراد ضرب کے عادی ہوتے ہیں اور بعض افراد لالچی ہوتے ہیں لہٰذا جس کی جو نفسیات ہوں اسی طرح اس کو سمجھایا جانا چاہئے اس فن کا بہترین استاد وہی ہوتا ہے جو اپنے مختلف مزاج شاگردوں کے نفسیات کا بھر پور مطالعہ کرلیتا ہے ایک کامیاب استاد وہی ہوتا ہے جو اپنے شاگردوں کی ترقی وکامیابی چاہتا ہے۔ اور اپنے شاگردوں کے مستقبل کو روشن بنانے کے لئے ہرقسم کی تدبیریں کرتا رہتا ہے۔ کبھی محبت کا لہجہ استعمال کرتا ہے کبھی ڈانٹتا بھی ہے، کبھی انعام کا وعدہ کرتا ہے اور آخر میں سزا دینے پر مجبور ہوجاتا ہے۔ ان تمام طریقوں میں اصلی مقصد شاگرد کی کامیابی وترقی ہوتا ہے اور جہاد کا اصلی فلسفہ یہی ہے۔

جہاد کے انواع واقسام

۱۔ جہاد بالنفس : خود اپنی بے جا خواہش نفسانی اور بدخلقی سے مقابلہ کرنا جسے رسول اسلام نے جہاد اکبر فرمایا ہے۔ جیسا کہ روایت میں ہے کہ پیغمبر اسلامؐ نے میدان جنگ سے مسجد کی طرف واپس آتے ہوئے سپاہیان اسلام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ تم لوگ جہاد اصغر سے واپس ہوئے ہو ابھی تم کو جہاد اکبر کرنا ہے۔ تو مجاہدین اسلام نے سوال کیا کہ یارسول اللہ جہاد اکبر کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ جہاد اکبر اپنے نفس سے جہاد کو جہاد اکبر کہتے ہیں اور نماز جہاد اکبر کا بہترین وسیلہ ہے۔

۲۔ جہاد باللسان : یعنی معاشرہ کی خرابیوں کو دور کرنے کے لئے زبان سے بیان کرنا اچھائیوں کی خوبیوں کو بیان کرنا اور برائیوں کے آفات ومضرات کو بیان کرنا نیکیوں پر لوگوں کو آمادہ کرنا اور برائیوں سے روکنا۔

۳۔ جہاد بالقلم: اسی طرح تحریر کے ذریعہ مفاسد ومہلکات کی خرابیوں پر مضامین لکھنا مصالح منجیات کے فوائد پر مضامین لکھنا۔ رسالوں اور کتابوں کے ذریعہ لوگوں کو مفاسد ومصالح سے آگاہ کرنا۔

۴۔ جہاد بالسیف: جب قلم وزبان سے معاشرہ نیکیوں کو نہ اپنائے اور برائیوں کو ترک نہ کرے تو آخر میں تلوار کے ذریعہ معاشرہ کی خرابیوں کو دور کیا جائے گا۔ جیسے ایک باغ کا مالی ان بڑھی ہوئی شاخوں کو کاٹ دیتا ہے جو شاخیں پورے باغ کے پھلنے پھولنے میں رکاوٹ بن جاتی ہیں یا ایک کسان اپنے کھیت میں ایسی اگنے والی گھاس کو اکھاڑ پھینکتا ہے جو اصل پودوں کے نمو میں رکاوٹ بنتی ہیں یا ایسی دواؤں کا استعمال کرتا ہے جس سے وہ کیڑے مکوڑے مرجاتے ہیں جو زراعت کو نقصان پہونچاتے ہیں۔ اس طرح کے امور روز انجام دیئے جاتے ہیں جسے کوئی صاحب عقل برا نہیں سمجھتا ہے بلکہ ایسے مالیوں اور کسانوں کی تعریف کی جاتی ہے۔

اسی طرح ایک اپنے فن کا ماہر ڈاکٹر مریض کے اس عضو کو کاٹ دیتا ہے جو عضو مسموم وزہر آلود ہوگیا ہے تاکہ دوسرے اعضاء تک زہر سرایت نہ کرجائے اور مریض کی موت نہ واقع ہوجائے ڈاکٹر علاج کرتا ہے کڑوی اور بدمزہ دوائیں دیتا ہے انجکشن لگاتا ہے بعض مضرّات سے پرہیز کرنے کی تاکید کرتا ہے اور جب دوائیں کارگر نہیں ہوتی ہیں تو مجبوراً آپریشن کرکے فاسد مادہ کو کاٹ کر الگ کردیتا ہے۔ ایسے ڈاکٹر کو لوگ ظالم اور بیرحم نہیں کہتے بلکہ اس کی مدح سرائی کرتے ہیں۔

جہاد بالسیف کے ذریعہ بھی دنیا کی ترقی وخوشحالی کی راہ میں رکاوٹ بننے والے افراد کو قتل کردیا جاتا ہے ایسے زہریلے جراثیم کو موت کے گھاٹ اتاردیا جاتا ہے جو انسانیت کے باغات کو لہلہانے نہیں دیتے ہیں۔ ایسے زہریلے مفسدوں کا خاتمہ کردیا جاتا ہے جو معاشرہ کے امن وصلح کو نقصان پہنچانے میں سرگرم رہا کرتے ہیں۔ نہ خود اچھی زندگی بسر کرتے ہیں اور نہ دوسروں کو خوشگوار زندگی بسر کرنے دیتے ہیں۔ اسلام کا عام اعلان ہے کہ خود بھی زندہ رہو اور دوسروں کو بھی زندہ رہنے دو کھاؤ پیو زندہ رہو او دوسروں کو بھی زندہ رہنے دو۔ اپنی زندگی بھی سنوارو اور دوسروں کی زندگی بھی سنوارنے میں بھرپور کوشش کرو۔

یہ وہ فطری قانون ہے جس پر دنیا کا ہر عقلمند انسان عمل کرتا ہے اور اس کی خوبی کو

سراہتا ہے۔ معاشرہ کی اصلاح پر مشتمل ان خوبیوں کا انکار کرنے والا ہی بے عقل اور دیوانہ کہلاتا ہے۔ صاحب عقل وہ ہے جو ان خوبیوں سے انکار کرنے کے بجائے ان کو مشعل زندگی قرار دے۔ان خوبیوں کی تردید کرنے والا کافر کہلاتا ہے۔ جیو اور جینے دو کے فلسفہ کو نہ ماننے والا کافر ہے چاہے وہ کسی بھی مذہب کا ماننے والا ہو۔ اسلام ایسے فتنہ پرور عناصر کو کافر کہتا ہے چاہے وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہوں اس میں کسی مذہب کی قید نہیں ہے بلکہ جہاد کی اصل فتنہ، ناحق خونریزی اور ظلم سے مقابلہ کرنا ہے۔ چنانچہ اسلامی جہاد صرف کفار مشرکین یہود و نصاریٰ ہی سے نہیں ہوا ہے بلکہ نام نہاد مسلمانوں سے ایسی معرکہ آرائی کے شواہد بھی موجود ہیں۔ جس پر جہاد کی تاریخ گواہ ہے اور جس کی بہترین مثال جہاد کربلا ہے کہ یزید بھی اسلام کا دعویدار تھا جس سے اسلام کے حقیقی وارث امام حسینؑ نے جہاد کیا ہے۔ دور حاضر میں ایران وعراق کی دفاعی جنگ کی بھی ایک مثال سامنے موجود ہے۔خود ایران کا انقلاب بھی اس کی دلیل ہے کہ اسلامی جہاد ودفاع صرف کسی خاص مذہب کے لئے معین نہیں ہے کیونکہ شاہ ایران بھی مسلمان تھا بلکہ شیعہ بھی کہلاتا تھا اور امام خمینیؒ بھی شیعہ مسلمانوں کے قائد تھے۔لیکن شاہ ظالم تھا، فتنہ تھا، حقوق انسانیت کا پامال کرنے والا تھا جس کی وجہ سے امام خمینیؒ نے اس کے ظلم واستبداد کا تختہ پلٹ کر رکھ دیا۔

اسلام کی اصل سلم یعنی صلح وآشتی ہے۔ اسی لئے اسلامی جہاد میں اسلام کو فتح وظفر حاصل ہوئی لیکن خداوند عالم نے جنگ میں فتح حاصل ہونے کو فتح مبین نہیں فرمایا بلکہ جب پیغمبر اسلامؐ نے حدیبیہ میں کفار ومشرکین کے ساتھ صلح فرمائی تو خداوند عالم نے اس صلح حدیبیہ کو فتح مبین قرار دیا جیسا کہ سورۂ فتح میں اس کا کھلا ہوا بیان پایا جاتا ہے اور انا فتحنا لک فتحا مّبینا'' خود پیغمبر اسلامؐ کے القاب میں فاتح اعظم جیسے الفاظ کا استعمال نہیں ہوا ہے بلکہ خلق عظیم ۔ رحمۃ للعالمین ۔ جیسے القاب قرآن میں موجود ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ اسلام کا طرۂ امتیاز اخلاق ومحبت ہے اور اسلام اخلاق ومحبت سے پھیلا ہے۔صاحب خلق عظیم

کے اخلاق کی داستانیں سیرت طیبہ اور کتب تاریخ میں بھری پڑی ہیں۔ آپ نے اپنے اخلاق اور عظیم کردار سے سنگدل عربوں کا دل جیتا ہے اور ہمیشہ دلوں پر حکومت فرمائی ہے۔

اگر اسلامی جہاد کا مطالعہ کیا جائے تو ۲ھ سے ۱۰ھ تک کے غزوات دفاعی ہیں یعنی کفار و مشرکین نے حملے کئے ہیں اور اسلام نے ان حملوں کا جواب دیا ہے۔ اسلام میں جارحیت کا وجود نہیں پایا جاتا ہے۔ اسی لئے اسلامی جہاد کا فرحربی سے ہوا ہے کافر ذمی کی تو اسلام نے ہمیشہ حفاظت کی ہے اسلامی حکومت کے سایہ میں زندگی بسر کرنے والے رسولؐ کی حکومت کے دور میں ہر طرح محفوظ رہے ان کی عزت جان و مال کی حفاظت کی ضمانت دی گئی۔ انہیں اپنے مذہب کے مطابق عبادت میں آزادی دی گئی انھیں کے قانون کے مطابق عدالت میں فیصلہ کئے گئے۔ پیغمبر اسلامؐ کے پڑوس میں رہنے والے یہودی اور عیسائی نہ صرف یہ کہ ہر طرح محفوظ تھے بلکہ وہ لوگ ہمسایہ کے حقوق سے بھی مالا مال تھے اسی لئے یہود ونصاریٰ اسلام و صاحب خلق عظیم پیغمبرؐ کے ہمیشہ مداح رہے ہیں۔

پیغمبر اسلامؐ کی وفات کے بعد بھی جہاں جہاں اسلامی حکومت قائم ہوئی کافر ذمی کی جان مال عزت آبرو کو محترم سمجھا گیا اور ان کی ہر طرح حفاظت کی گئی ہے۔ عہد حاضر میں ایران کی اسلامی حکومت میں جو غیر مسلمین آباد ہیں ان کی مکمل حفاظت کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اس زمانہ میں جہاں جہاں واقعی اسلامی حکومت ہے وہاں وہاں غیر مسلمین ہر طرح محفوظ ہیں اور نہایت آزادی کے ساتھ اپنے مذہب کے مذہبی رسوم ادا کررہے ہیں۔

درحقیقت اگر تاریخی شواہد و مدارک کی روشنی میں نہیں بلکہ عقیدہ کی روشنی میں دیکھا جائے تو اسلام ایک قدیم ترین مذہب ہے جس کے بانی حضرت آدمؑ ہیں قرآنی حکایت کے بموجب روی زمین پر جب خداوند عالم نے آدمؑ کو اپنا خلیفہ بنا کر بھیجنے کا ارادہ کیا تو فرشتوں نے عرض کی میرے معبود! کیا ایسے کو خلیفہ بنائے گا جو زمین پر خونریزی کریگا جیسا کہ آدمؑ سے پہلے قوم ناس نے زمین پر خون ناحق کی ندیاں بہائیں تھیں خدا کا جواب تھا کہ جو میں

جانتاہوں وہ تم نہیں جانتے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ میرا خلیفہ ناحق خون بہانے والا نہیں ہوتا خود مصائب وآلام برداشت کرتا رہتا ہے لیکن وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ خود خدا بھی ظالم نہیں ہے لہٰذا اس کا نمائندہ بھی ظالم نہیں ہونا چاہئے چنانچہ جناب آدمؑ نے ہر مصیبت پر صبر فرمایا جناب نوحؑ بھی اسی طرح ظلم برداشت کرتے رہے اور ہر ظلم کا جواب اخلاق سے دیتے رہے لیکن جب ظلم کا پانی سر سے اونچا ہوگیا تو مالک عادل کی بارگاہ میں اس ظالم امت کے لئے بددعا کی اور طوفان بلا کا عذاب خدا نے بھیج دیا اور ظالم غرق ہو کر فنا ہوگئے۔ اسی طرح جملہ انبیاء ورسول کی تاریخ بتاتی ہے کہ ان پر ظلم کے پہاڑ ٹوٹتے رہے اور سارے انبیاء ومرسلین ظالموں کے ظلم برداشت کرتے رہے۔ اللہ کا نمائندہ کبھی ظالم نہیں ہوتا جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ کے واقعہ کی حکایت قرآن نے ان لفظوں میں بیان فرمائی ہے۔ خطاب احدیت ہوتا ہے انّی جاعلک للنّاس اماما قال ومن ذرّیتی قال لاینال عھدی الظّالمین۔ جب جناب ابراہیمؑ امتحان خدا میں کامیاب ہوئے تو خدا نے فرمایا میں تم کو لوگوں کا امام مقرر کرنے والا ہوں۔ تو جناب ابراہیمؑ نے عرض کی اور میری ذریت میں سے بھی امام بنا۔ خدا وند عالم نے فرمایا کہ میرا عہدہ امامت ظالمین کو نہیں مل سکتا ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہوا کہ اگر کوئی ظالم ہوگا تو وہ اللہ کا نمائندہ نہیں ہوگا۔ اسی بات کو قرآن میں اس طرح واضح کیا گیا ہے۔ لا اکراہ فی الدّین ہدین میں زبردستی نہیں ہے جس کا یہی مفہوم ہے کہ جہاں زور زبردستی کے ذریعہ دین اسلام پھیلایا جائے اس کا تعلق دین اسلام سے نہیں ہے اسلام پر اعتراض کرنے سے پہلے اسلام کے حقائق اسلام کے اصول وضوابط کا بنظر غائر تفصیل کے ساتھ مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے۔ مذہب اسلام کے سلسلے میں بدگمانی میں مبتلا افراد کے لئے یہ لازمی ہے کہ وہ اسلام اور قرآن کو اسلام کے ان علماء سے سمجھنے کی کوشش کریں جو علماء اسلام کے ذمہ دار اسلام کا معیار اسلام کی سند اور اسلام کی اتھارٹی ہیں دوچار قرآن کی آیتیں کسی کم سواد مسلمان سے سنکر فیصلہ کرنا عقلمندی نہیں ہے جب تک سیر حاصل مطالعہ نہ کیاجائے کسی مذہب پر برہم ہو جانا خلاف عقل بھی ہے

اور خلاف انسانیت بھی ۔

اقتدار اور اکثریت کے نشہ میں ہوش کھوکر جوش میں آنا انسانیت نہیں ہے۔ قرآن مجید کی چند آیات کا کسی جاہل سے سن کر آپے سے باہر ہوجانا علم ودانش نہیں ہے اسلام کے قانون کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا پھر اس بیان کو سن کر ہوش کھو بیٹھنا دانائی نہیں ہے یا کسی مسلمان کی ظالمانہ حرکات کو دیکھ کر اسلام کو ظلم پسند اور دہشت گرد سمجھنا ہوشمندی اور دیانت کا معیار نہیں ہے۔ اگر مستند اسلامی اسناد و مدارک ومنابع کا سیر حاصل مطالعہ کیاجائے تو اس بات کا قوی امکان ہے کہ اکثر مخالفین دائرہ اسلام میں داخل ہوجائیں۔ ناقص مطالعہ سے کسی بھی مذہب کو نہیں سمجھا جاسکتا ہے اونٹ جب تک پہاڑوں کے قریب سے نہیں گزرتا ہے وہ اپنے آپ کو سب سے زیادہ طویل القامت سمجھتا ہے۔

قرآن کی ان آیات کو بھی ایسے تمام عالم اسلام سے معلوم کریں جو قرآن کا مکمل مطالعہ فرماچکے ہیں اور راسخون فی العلم کی تفاسیر وتاویل سے استفادہ کرتے ہوئے قرآن کے صحیح مفہوم کو سمجھ چکے ہیں ۔ قرآن کی بعض آیت کی تفسیر ہوتی ہے قرآن میں مجمل بھی ہے متشابہ بھی ہے ناسخ بھی ہے منسوخ بھی ہے مطلق بھی ہے مقید بھی اور عام بھی ہے خاص بھی۔

مثلاً جہاد کا حکم عام ہے کہ کفار سے جہاد کرو لیکن کن کافروں سے جہاد واجب ہے یہ قرآن کی دوسری آیتیں بتائیں گی جیسا کہ قرآن میں جن کافروں سے جہاد کا حکم دیا گیا ہے ان کافروں کی صفت بھی بیان کی گئی ہے کہ ان کافروں سے جہاد کرو جو تم پر حملہ کردیں یا اسلام اور سچے مسلمانوں کے لئے درپے آزار ہوں یا اسلام پر بے سمجھے بوجھے اعتراض کریں اور مذہب اسلام کا مذاق اڑائیں۔ اسی لئے قرآن میں ارشاد ہوتا ہے وقاتلوهم حتی لاتکون فتنه ویکون الدین لله۔ ان لوگوں سے اس وقت تک قتال کرتے رہو جب تک فتنہ وفساد کا خاتمہ نہ ہوجائے اور خدا کا دین، حق ثابت نہ ہوجائے۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہوگیا کہ اسلامی جہاد نہ کافر سے ہے نہ مشرک سے بلکہ

جہاد فتنہ وفساد سے ہے اگر فتنہ وفساد کرنے والے کفار ومشرکین ہیں تو ان کے فتنہ کو ختم کرنے کے لئے جہاد ہوگا تا کہ دنیا میں فساد کا خاتمہ ہوجائے اور دنیا میں امن و امان قائم ہوجائے اور جیو اور جینے دو کا قانون رواج پاجائے۔ اب یہی فتنہ وفساد خود مسلمانوں کی طرف سے ہوتو مسلمانوں سے بھی قتال واجب ہوگا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے -یا ایُّھا النّبی جاھد الکفّار والمنٰفقین یعنی اے نبی آپ کفار اور منافقین سے جہاد کیجئے یہاں کفار کے ساتھ منافقین کا بھی ذکر ہوا ہے خدا کا کھلم کھلا انکار کرنے والا کافر ہوتا ہے اور منافق ظاہری مسلمان کو کہتے ہیں۔

شرائط جہاد

جہاد واجب کفائی ہے جس کی نو شرطیں ہیں(واجب کفائی کا مطلب یہ ہے کہ اتنی تعداد میں مسلمان جہاد کیلئے اٹھ کھڑے ہوں جو دشمنوں کی تعداد کا مقابلہ کرسکیں بقیہ مسلمانوں پر جہاد ساقط ہوجائے گا اور اگر کوئی نہ اٹھا تو سب گنہگار ہوں گے)

اس جہاد کفائی میں شرکت کی شرطیں ۔ ا۔ بالغ ہونا۔ ۲۔عاقل ہونا۔ ۳۔ آزاد ہونا غلام نہ ہونا۔ ۴۔ مرد ہونا ۔۵۔بہت بوڑھا نہ ہونا۔ ۶۔اندھا نہ ہونا۔ ۷۔مریض نہ ہونا۔ ۸۔زمین گیر نہ ہونا۔ ۹۔معصوم نبی یا امام یا امام معصوم نے جسے جہاد کے لئے نصب کیا ہو وہ جہاد کیلئے حکم دے اور جہاد کے لئے دعوت دے۔

جابر وظالم بادشاہ وحاکم کے بلانے پر جہاد جائز نہیں ہے نیز ظالم حکمراں کا جنگ میں ساتھ دینا یا کسی قسم کی مدد کرنا حرام ہے۔

جہاد کس سے کیا جائے۔؟

ا۔ یہودی یعنی جو جناب موسیٰ کو آخری نبی مانتے ہیں جناب موسیٰ کے بعد کے نبی کو نبی نہیں مانتے ہیں یہاں تک کہ پیغمبر اسلامؐ کی نبوت کے بھی قائل نہیں ہیں۔

۲۔نصاریٰ یعنی جو جناب عیسیٰ کو آخری نبی مانتے ہیں اور تثلیث کے قائل ہیں۔

۳۔ مجوس: یعنی آتش پرست جنہیں زرتشت بھی کہتے ہیں۔

مذکورہ مذاہب کو اہل کتاب بھی کہتے ہیں چونکہ زبور، انجیل، توریت، آسمانی کتابیں ہیں البتہ ان کتابوں کے ماننے والوں نے اپنی نفسانی خواہش کی بنا پر ان کتابوں میں تحریف کردی ہے نیز قرآن مجید کے نزول کے بعد یہ کتابیں منسوخ بھی ہوگئی ہیں لہٰذا منسوخ کتابوں کو ماننا اور ناسخ یعنی قرآن کو ہٹ دھرمی سے نہ ماننے کی وجہ سے یہ بھی کفار میں شمار کئے جاتے ہیں۔

کفار ومشرکین وہ ہیں جو کھلی ہوئی عقلی وفطری دلیلوں کے باوجود خدا کا انکار کرتے ہیں اور بلا دلیل خدائے واحد کے لئے اپنی طبیعت سے من گھڑت شریک قرار دیتے ہیں جبکہ خدا کا ایک ہونا عقلی وفطری بھی ہے اور بدیہی بھی۔

چونکہ عقلی وفطری دلیل پیش کرنے کے بعد بھی خدا کو ایک نہیں مانتے اور خدا کا خواہ مخواہ شریک قرار دیتے ہیں لہٰذا ایسے لوگوں سے بھی جہاد واجب کیا گیا ہے کہ ان کی اس بے عقلی پر تادیب کی جائے مگر اسی وقت جب خدا کی وحدانیت کو تسلیم بھی نہ کریں اور عقلی دلیل دینے والوں سے لڑنے جھگڑنے لگیں۔

لیکن جو افراد خدا کی وحدانیت کو تسلیم تو نہ کریں اور اپنے مذہب ہی پر باقی رہنے پر بضد ہوں اور اسلامی حکومت کی شرائط کو قبول کرلیں تو ان سے جہاد نہیں کیا جائے گا بلکہ ان کی جان مال عزت آبرو کی مکمل حفاظت کی ضمانت لی جائے گی۔ بعض لازمی شرائط یہ ہیں۔ مثلاً

شرائط:

سالانہ ٹیکس ادا کریں۔ مسلمانوں کو کسی قسم کی اذیت نہ پہونچائیں۔ کھلم کھلا ایسے امر انجام نہ دیں جو اسلام میں حرام ہیں جیسے شراب کی تجارت، اعلانیہ شراب نوشی عبادت گاہوں کی نئی تعمیر، لیکن جہاد کے دوران یہ بھی شرط ہے کہ کفار ومشرکین کی عورتوں اور بچوں کو قتل نہیں کیا جائے گا ان کے شہروں کے پانی کے ٹھکانوں کو زہر آلود نہیں کیا جائے گا۔

شیعہ عقیدہ کی بنا پر اس زمانہ غیبت میں جہاد ساقط ہے کیونکہ امام معصوم پردہ غیب

میں ہیں اور بغیر اذن معصوم جہاد جائز ہی نہیں ہے البتہ دفاع واجب ہوگا کیونکہ اپنی جان مال عزت آبرو کی حفاظت فطری ہے اور دفاع میں اذن معصوم شرط نہیں ہے اسی طرح اگر اسلام پر حملہ ہو یا اسلام کی اساس و بنیاد کو خطرہ تو دفاع واجب ہوگا۔

جنگ وجدال تو ہر مذہب میں پایا جاتا ہے جیسے ہندو مذہب میں رام چندر جی نے راون سے جنگ کی جبکہ راون بھی ہندو ہی تھا مگر راکھشش تھا اس لئے اس سے جنگ ہوئی کورو پانڈو کی جنگ بھی راکھشش کی جنگ تھی اسلام کا جہاد بھی راکھشش سے ہے، جس میں کافر اور مسلمانوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ہر ظالم ودہشت گرد سے جنگ ہوتی رہی ہے یہ ہر مذہب کا فطری حق ہے لہٰذا مذہب اسلام کا، جو سو فیصد فطری ہے، حق بھی ثابت ہے۔

❁❁❁❁